معاشی ترقی کے لیے اسلامی تدابیر

جناب سید اسعد گیلانی صاحب

اسلام ایک کامل نظامِ زندگی کی حیثیت سے انسان کو معاشی میدان میں بھی کامل رہنمائی کا سامان فراہم کرتا ہے۔ اسلام معاشی ترقی کے نہ مخالف ہے اور نہ اس سے بے نیاز ہے بلکہ وہ انسان کو معاشی دوڑ میں شرکت کے لیے بعض اصول اور حدود کا پابند کرتا ہے۔ یہ حدود دراصل دوسرے بنی نوع انسان کے حقوق ہیں جن کو پامال کر کے کوئی معاشی ترقی مطلوب نہیں ہے۔ اس لیے کہ وہ معاشی ترقی نہیں بلکہ معاشی ظلم و ستم اور استحصال بن جاتا ہے اور اسلام ہر قسم کے استحصال کا مخالف ہے۔

معاشی ترقی صرف وہی معتبر اور جائز ہے جس میں عدل و انصاف اور اعتدال و توازن ہو اور جس سے طبقات پیدا نہ ہوں۔ معاشرے کے تمام افراد میں اخوت و ہمدردی اور مساوات کے احساسات موجود ہوں۔ اسلامی معاشرے میں نسلی اور مالی امتیازات کے لیے گنجائش نہیں ہے۔ اسلام سارا زور عبادات پر صرف کرتا ہے۔ کوئی نفس کشی اور رہبانیت کو اپنا محور و مرکز بناتا ہے۔ یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیش کردہ اسلامی تصورِ حیات ہی ہے جو متوازن و معتدل اور مکمل ہے۔ انسان کو پیدائش سے قبر تک اور قبر سے آخرت تک کے حساب و کتاب کی پوری رہنمائی دیتا ہے۔

انسانی زندگی چونکہ ایک وحدت ہے اس لیے اُس کی ضروریات کے سارے شعبے چاہے وہ سیاست کا ہو، معیشت کا ہو یا اخلاق کا، سب آپس میں باہم مربوط ہیں اور سب ایک دوسرے کو سہارا دیتے ہیں۔ ایک شعبہ مفلوج کر دیا جائے تو دوسرے پر زد پڑتی ہے،

اس لیے اسلامی انقلاب اپنی برکات دکھانے کے لیے نفاذ میں اپنی کاملیت کا مطالبہ کرتا ہے۔ اسلام کا نظامِ عبادات اگر کائنات کے متعلق بنیادی تصور دے کر انسان کے لیے یکسوئی فراہم کرتا اور دل و دماغ کو پاکیزگی مہیا کرتا ہے تو سیاسی نظام معاشرے کے اس پاکیزہ فضا کو قائم رکھنا اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ وہ داخلی طور پر پیدا ہونے والی خرابیوں اور خارجی اثرات کا پوری قوت سے قلع قمع کرتا ہے اور بدی کو مٹانے اور نیکی کو پروان چڑھانے کے لیے قانون اور سیاسی قوت کو استعمال کرتا ہے۔ اس کا معاشرتی نظام خاندان کو معاشرے کی اکائی تصور کر کے خاندان کی فلاح و بہبود اور باہمی خوشگوار تعلقات کو قائم کرتا ہے۔ اقتصادی نظام معاشرے کے ہر فرد اور خاندان کو رزق حلال حاصل کرنے کے مساوی مواقع فراہم کرتا ہے اور وسائل رزق پر کسی فرد، خاندان، گروہ یا ریاست کو قابض ہونے اور عام لوگوں کو مجبور ہو کر پیٹ بھرنے کے لیے غلامی کرنے سے نجات دلاتا ہے۔

آپ نے اسلامی معاشرے میں ایسا ہی ایک متوازی، معتدل، منصفانہ اور ہر قسم کے استحصال سے پاک معاشی نظام قائم کیا تھا جس کے نتیجے میں طبقاتی کشمکش، معاشی استحصال، معاشی طبقہ بندی اور گروہ بندی کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ ہر شخص کا یہ بنیادی حق تھا کہ وہ معاش حاصل کرے اور روٹی، کپڑے، مکان جیسی بنیادی ضروریات کے لیے نہ ضمیر فروشی کرے اور نہ ذلیل و رسوا ہو۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے بعض بنیادی اصول طے کر دیئے گئے تھے۔

۱۔ فرد کی آزادی

اسلامی معاشرے میں بنیادی اصول کے طور پر سب سے پہلی فرد کی آزادی کے حق کو تسلیم کیا گیا۔ یہ حق صرف تسلیم ہی نہیں کیا گیا بلکہ پورے اسلامی نظام کی قوت اس حق کی پشت پر لا کر کھڑی کر دی گئی تاکہ افراد کو ہر شعبۂ زندگی میں شرافت اور پاکیزگی کے حدود میں رہتے ہوئے سیاسی اور اقتصادی میدان میں پوری پوری آزادی حاصل رہے۔ یہ اصول اس لیے ناقابلِ فراموش ہے کہ ہر انسان کو آخرت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہونا اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے اس لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ اسے وہ آزادی حاصل ہو جس سے وہ اپنی صلاحیتوں، فطری قوتوں اور فہم و فراست کا کھل کر مظاہرہ کر سکے۔ اور نیکی اور بدی کے دونوں پلڑوں میں جو کچھ جمع کرنا چاہتا ہے خود اپنی مرضی سے جمع کر سکے۔ اگر اس کی آزادی کو زنجیروں میں جکڑ دیا

جائے اور زبردستی اس سے ایک ہی طرح کے کام کرائے جائیں تو آخرت میں جواب دہی کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ البتہ اسلامی قانون صرف اس جگہ آکر فرد کا راستہ روکتا ہے جہاں دوسرے افراد کو ضرر پہنچانے کا خطرہ پیدا ہو اور معاشرے کی پاکیزگی اور دوسروں کے حقوق اس اصول کے تحت متاثر ہوتے ہوں۔

استحصال سے آزاد معاشی جدوجہد دنیا میں جتنے اقتصادی نظام بھی رائج رہے ہیں اور جتنے انسانی گروہ بھی پائے جاتے ہیں، سب نے معاشی استحصال کی سخت مخالفت کی اور اسے ختم کرنے کا دعویٰ کیا لیکن ہر نظام اور اس کے ماننے والے گروہ کے نزدیک معاشی استحصال صرف وہی ہے جو اس کے تصورِ استحصال سے مطابقت رکھتا ہو۔ اشتراکیت ذاتی ملکیت کو استحصال سمجھتی ہے لیکن اگر تمام وسائلِ رزق پر ریاست قابض ہو کر لوگوں کا استحصال کرے تو اس کے نزدیک یہ استحصال نہیں ہے۔ اس کے برعکس سرمایہ داری نظام کو شخصی ملکیت اور لامحدود ملکیت میں استحصال نظر نہیں آتا۔ اس کے نزدیک استحصال ذرائع و وسائل پر ریاست کا قابض ہونا ہے حالانکہ انسان اس حقیقت سے ہمیشہ واقف رہا ہے کہ استحصال دونوں صورتوں میں ہوتا ہے۔ ریاست بھی اس کا ارتکاب کرتی ہے اور فرد بھی۔ دونوں کا طرزِ عمل انسانی فطرت سے قطعاً مطابقت نہیں رکھتا۔

اسلام ان دونوں انتہاؤں سے ہٹ کر اعتدال کی ایک ایسی راہ تجویز کرتا ہے جس میں فردِ واحد اور معاشرے دونوں کے مصالح کی پوری رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے۔ فرد اور معاشرے میں حقوق و فرائض متعین کر دیے جاتے ہیں۔ دولت کے حصول اور مصارف کو اللہ تعالیٰ کے قانون کے ماتحت کر دیا جاتا ہے۔ جس میں نہ تو فرد کی حق تلفی ہوتی ہے اور نہ معاشرے کے مفاد کو نقصان پہنچتا ہے، البتہ دونوں کے درمیان توازن و تعاون کی اسپرٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ استحصال کا تصوّر ہی بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے خیر خواہ اور تعمیر و ترقی میں ایک دوسرے کے مددگار بن جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ زندگی کے اعلیٰ مقاصد حاصل کرنے میں مشترکہ کردار ادا کرتے ہیں۔

بااصول معاشی جدوجہد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشی توازن پیدا کرنے کے لیے

بنیادی طور پر دو کام سرانجام دیئے۔ سب سے پہلے تو آپ نے لوگوں کے دلوں سے دولت کی ہوس کو نکالا۔ پھر اُس کے بعد دولت کمانے اور خرچ کرنے دونوں اُمور پر حلال و حرام کی قیود لگا دیں۔ اس لیے کہ ان دونوں کاموں کی گمراہیاں اور بے راہ رویاں ہی معاشی میدان میں تمام بُرائیوں، استحصال اور ظلم کو جنم دیتی ہیں۔ ان دونوں تدابیر سے اسلامی معاشرے میں معاشی جدوجہد ایک بااُصول اور پابند اخلاق جدوجہد بن گئی اور بے تحاشا لوٹ اور بے تحاشا مصارف کا بازار سرد پڑ گیا جس سے معاشی زندگی میں اعتدال کا توازن آ گیا۔

ہوسِ زر کا استیصال

اسلام نے ہوسِ زر کی شدت سے مذمت کی۔ قرآن حکیم میں فرمایا گیا: "جو لوگ سونا چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی خبر دے دو"۔ (توبہ)

مزید فرمایا:

"تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ دولت سمیٹنے کی فکر نے مستغرق کر رکھا ہے۔ قبر میں جانے تک تم اسی فکر میں منہمک رہتے ہو۔ یہ ہرگز تمہارے لیے نافع نہیں ہے۔ جلدی ہی تم کو اس کا انجام معلوم ہو جائے گا"

(التکاثر)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا: ابوذر! میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لبیک۔ آپ نے فرمایا: "آج جو لوگ زیادہ رکھتے ہیں کل قیامت کے دن وہی مفلس ہوں گے۔ بجز ان کے جو ایسا کریں۔ آپ نے اپنے ہاتھ دائیں بائیں سامنے اور پیچھے پھیلاتے ہوئے کہا اور ایسے لوگ کم ہی ہوں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: ابوذر! میں نے عرض کیا ارشاد اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ

پہ قربان - آپ نے فرمایا مجھے یہ بھی گوارا نہیں کہ میرے پاس " اُحد " جتنی دولت ہو اور میں اُسے راہ خدا میں خرچ کرتا رہوں، لیکن مروں تو اس میں سے دو قیراط بھی چھوڑ جاؤں - میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی مراد کیا دو قنطار سے ہے - آپ نے فرمایا نہیں نہیں دو قیراط - پھر آپ بولے ابوذر تم زیادہ کی طرف جاتے ہو اور میں کم کی طرف "۔

اس طرح آپ نے اپنے ساتھیوں کو تربیت دی اور اُن کو بتایا کہ اہلِ ایمان کے لیے دولت، سونا چاندی جمع کرنا یا اس کی ہوس میں مبتلا ہونا تباہی ہے - اور یہ کہ اسلامی معاشرہ دولت کو گردش میں رکھنے کا روادار ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے فائدہ اُٹھاتے رہیں اور کوئی شخص بھی دولت پہ سانپ بن کر نہ بیٹھ جائے -

اسی طرح ہر شخص سے آخرت میں جو پانچ سوال ہونے والے ہیں ان میں یہ سوال نہایت اہم ہے کہ دولت کس ذریعے سے کمائی اور کن کاموں پہ خرچ کی - ان سوالات کا جواب دیے بغیر انسان کے قدم عرصہ محشر سے ہٹ نہ سکیں گے -

پابند حدود معاشی جدوجہد اسلام نے اپنے نظامِ معیشت میں بے جا خرچ پر پابندی عائد کی ہے - یہ کام دوسرے نظام نہیں کرتے - کسی نظام کا صرف یہ مطالبہ ہے کہ جو کچھ کماؤ جیسے بھی کماؤ اور جس طرح بھی کماؤ بس اس میں سے ریاست کا حصہ ضرور ادا کر دو نیز یہ کہ زیادہ سے زیادہ کماؤ تاکہ ریاست کو بھی زیادہ سے زیادہ حصہ مل سکے اور کوئی نظام تو فرد کو ریاست کا محتاج کر دیتا ہے لیکن اسلام ناجائز اخراجات پر پابندی لگا کر استحصال کے دروازے بند کر دیتا ہے -

ارشاد ہوا -

" اے لوگو جو ایمان لائے ہو - آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ، مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری باہمی رضامندی سے "۔

(النساء)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ نے فرمایا:

"ایسا نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص حرام مال کمائے اور اس سے صدقہ خیرات کرے تو وہ (عنداللہ) قبول کر لیا جائے یا وہ اُس میں سے خرچ کرے تو اس میں برکت ہو سکے۔ وہ ایسے مال کو اگر اپنے پیچھے چھوڑ جاتا ہے تو یہ اُس کے لیے راہ جہنم کا توشہ ثابت ہوتا ہے۔ اور اللہ بُرائی کی تلافی بُرائی سے نہیں کرتا بلکہ بُرائی کو اچھائی ہی کے ذریعے مٹایا جا سکتا ہے۔ ناپاک چیز، ناپاک چیز کا دفیعہ نہیں کر سکتی"۔

(مصباح السنہ فی الصحاح)

آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ:

"حرام مال پر پلا ہوا گوشت پروان نہیں چڑھتا بلکہ اس کا اصل ٹھکانہ جہنم کی آگ ہے"۔ (ترمذی نسائی)

(باقی)

مقبوضہ کشمیر میں فوجی کارروائی

رسالہ پریس جا رہا تھا کہ مقبوضہ کشمیر میں بھارتی حکومت کی طرف سے فوج کے ذریعے مسلمانوں پر مظالم ڈھانے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ اندیشہ ہے کہ اس کا دور رس مقصد علاقے کو مسلمانوں سے خالی کرانا نہ ہو۔ ہم اس موضوع پر آئندہ شمارے میں "حالات و مقامات" کے صفحات میں گفتگو کریں گے۔ اِن شاء اللہ۔

(ادارہ)